سپریم کورٹ کی رپورٹس

سری نواس رام کمار بمقابلہ مہابیر پرساد اور دیگر
9 فروری 1951
مساوی حوالہ جات: 1951 AIR 177، 1951 SCR 277
مصنف: بی مکھرجی
بنچ: مکھرجی، بی کے.

درخواست گزار:
سرینواس رام کمار

بمقابلہ

جواب دہندہ:
مہابیر پرساد اور دیگر۔

فیصلے کی تاریخ:
1951/02/09

بینچ:
مکھرجیا، بی کے
بینچ:
مکھرجیا، بی کے
ساستری، ایم پتنجلی
مہاجن، مہر چند

حوالہ:
1951 AIR 177 1951 SCR 277
CITATOR کی معلومات:
R 1964 SC 136)11(
R 1964 SC 818)9(
D 1978 SC1362)25(
ایکٹ:
درخواستیں -- متضاد درخواستیں -- مدعی مقدمہ مخصوص کارکردگی کا الزام ہے کہ رقم بطور ادا کی گئی۔ قیمت - مدعا علیہ نے استدعا کی کہ رقم بطور وصول کی گئی۔ قرض - مدعی کا مقدمہ ثابت نہیں ہوا - کیا مدعا علیہ کی درخواست پر قرض کے طور پر رقم کی وصولی کے لیے حکم نامے کا فرمان ہو سکتا ہے یا نہیں.

ہیڈ نوٹ:
حالانکہ عدالت مدعی کو ریلیف نہیں دے گی۔
ایک ایسے مقدمے پر جس کی استدعا میں کوئی بنیاد نہیں تھی۔

اور جس پر دوسرے فریق کو نہیں بلایا گیا تھا یا ملنے کا موقع ابھی تک نہیں دیا تھا ، جب متبادل کیس جو مدعی بنا سکتا تھا نہ صرف کی طرف سے تسلیم کیا گیا تھا'مدعا علیہ نے اپنے تحریری بیان میں واضح طور پر ڈال دیا تھا'اس دعوے کے جواب کے طور پر آگے جو مدعی نے کیا تھا۔
سوٹ میں مدعی کے حق میں ایک حکم نامہ دینے میں کوئی غلط بات نہیں ہوگی جس مقدمےکو مدعا علیہ خودبناتا ہے .ایسے حالات میں، جب مدعا علیہ کے ساتھ کوئی ناانصافی ممکن نہیں ہو سکتی، تو گاڑی چلانا مناسب نہیں ہو سکتا۔مدعی ایک علیحدہ مقدمہ میں۔
مدعی مخصوص کارکردگی کے ایک مکان بیچنے کے معاہدہ کے لیے ایک سوٹ لے کر آیاجس میں الزام لگایا کہ اس نے 30,000 روپے قیمت کی ادائیگی کیتھی اور معاہدے کی جزوی کارکردگی میں قبضہ لیا گیا ، لیکن مدعا علیہ نے استدعا کی کہ روپے کی رقم 30,000 قرض کے طور پر وصول کی گی تھی اور مدعی کو صرف سود کی ادائیگی کی سہولت کے لئے قبضہ میں رکھا گیا ، اور عدالت نے پایا کہ مدعا علیہ کی درخواست درست تھی: منعقد کیا، کہ ایک حکم نامہ جس میں معاہدے کے تحت30,000 روپے کی وصولی کے لیے مدعی کے حق میں پاس کیا جا سکتا ہے اور مدعا علیہ نے قرض کی جو پیش کی گئی تھی اس درخواست کی بنیاد پرسود باقی ہے، اگرچہ مدعی نے اس طرح کا مقدمہ قائم نہیں کیا اور یہ درخواست میں لگائے گے الزامات سے بھی مطابقت نہیں رکھتا تھا۔
بابو راجہ موہن منوچا بمقابلہ بابو منظور (I.A..1 70) کا حوالہ دیا.

فیصلہ :

سول اپیل کا دائرہ اختیار: پٹنہ میں 29 اگست 1947 کو عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم نامے سے اپیل، پہلی اپیل نمبر 13 آف 1945 ، گیا کی ماتحت عدالت کے حکم نامے میں ترمیم کرتے ہوے OS نمبر 59 اف 1943: سول اپیل نمبر 82. ایس پی سنہا (سی آر پتابی رمن اور بی کے سرن اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے. ۔

ادے بھان چوہدری جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 کے لیے ۔ حارث چندر (این سی سین، اس کے ساتھ) جواب دہندگان نمبر 3 سے 7 کے لیے ۔

1951۔ فروری 9۔ عدالت کا فیصلہ مکھرجیا جے نے سنایا۔ یہ اپیل مدعی کی طرف سے ہے اور یہ گیا کے قصبے میں ایک مکان فروخت کرنے کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے مقدمے سے پیدا ہوئی ہے۔ مدعا علیہان کے دوسرے فریق کو، جس پر یہ الزام ہے کہ مدعی کو مکان فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن بعد ازاں معاہدے سے باز آ گیا اور اسے مدعا علیہ اول فریق کو فروخت کر دیا جس نے اسے معاہدہ کے نوٹس کے ساتھ خریدا تھا۔ مدعی کا مقدمہ، اصل میں، یہ ہے کہ ستمبر، 1941 میں، مدعا علیہان کا دوسرا فریق، جس

کے پاس گیا میں ایک مکان تھا، نے اس کی فروخت کے لیے ایک جادو رام کے ساتھ بات چیت کی، اور اصل میں جائیداد کے ٹائٹل ڈیڈز کے حوالے کر دیے گئے۔ مؤخر الذکر پر. یہ مذاکرات ناکام ہوئے اور اس کے بعد فریق ثانی کے مدعا علیہان نے مدعی فرم سے رابطہ کیا اور ان کے درمیان اکتوبر 1945 کے آخر تک ایک معاہدہ طے پا گیا، جس کے تحت سابقہ نے مدعی کو گیا میں اپنا مکان 34,000 روپے میں بیچنے پر اتفاق کیا۔ اس 34,000 روپے میں سے، 30000 روپے کی رقم 28 اکتوبر 1941 کو دکانداروں کی جانب سے مدعی فرم نے مؤخر الذکر کے ایک قرض دہندہ کو 30,000 روپے ادا کیے تھے۔ دکانداروں نے اپنی باری میں مدعی کو مکان کا قبضہ دے کر معاہدہ کی جزوی کارکردگی میں فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور وعدہ کیا کہ جیسے ہی جادو رام کی طرف سے ٹائٹل ڈیڈز انہیں واپس کر دیے جائیں گی اور بقایا رقم کی ادائیگی کی جائے گی۔ مدعی کی طرف سے 4000 روپے ادا کیے گئے۔ تاہم فریق ثانی کے مدعا علیہان اپنے وعدے سے پیچھے ہٹ گئے اور جادو رام سے ان کے ٹائٹل ڈیڈ واپس لینے کے بعد بھی مدعی کے حق میں کنوینس پر عمل نہیں کیا۔ اور دوسری طرف، انہوں نے 13 اگست 1943 کو مکان فریق اول کو مدعا علیہ کو فروخت کر دیا۔ اس طرح مدعی فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کا دعوئ کرتے ہوئے یہ مقدمہ لانے کا پابند تھا۔

مقدمہ کا مقابلہ مدعا علیہان کے دونوں سیٹوں نے کیا تھا۔ فریق ثانی کے مدعا علیہان نے دوسری باتوں کے ساتھ دعوئ کیا کہ وہ گیا میں اپنا مکان مدعی کو فروخت کرنے پر کبھی راضی نہیں ہوئے، اور مدعی کے ذریعہ فروخت کے معاہدے کی کہانی مکمل طور پر غلط تھی۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ انہیں پیسوں کی ضرورت تھی اس لیے مدعی سے قرض کے لیے رابطہ کیا اور مدعی نے ان سے 30,000 روپے کی رقم ایڈوانس 6% سالانہ کے حساب سے سودپرلی تھی۔ یہ مکمل طور پر اس قرض پر واجب الادا سود کی ادائیگی میں سہولت فراہم کرنے کے لیے تھا نہ کہ فروخت کے معاہدے کی جزوی کارکردگی کے لیے کہ مدعی کو اس کے قبضے میں رکھا گیا تھا۔ اس دفاع کو فریق اول نے دہرایا۔ مدعا علیہان جنہوں نے مزید استدعا کی کہ وہ قیمت کے لئے حقیقی خریدار ہیں جن کو مدعی کے ساتھ فروخت کے کسی معاہدے کا کوئی نوٹس نہیں ہے۔

ماتحت جج، جس نے مقدمے کی سماعت کی، فریقین کی طرف سے پیش کیے گئے شواہد پر اس نتیجے پر پہنچے کہ فروخت کے معاہدے کی کہانی، جیسا کہ مدعی نے الزام لگایا تھا، قائم نہیں کیا گیا تھا اور یہ ایسے کسی معاہدے کے تحت نہیں تھا کہ مدعی کو مکان کا قبضہ دیا گیا تھا۔ مؤقف اختیار کیا گیا کہ مدعا علیہ کی کہانی سچی ہے اور مدعی نے 30000 روپے کی رقم ایڈوانس مدعا علیہان دوسری پارٹی کودی۔ ، لیکن یہ قرض کے طور پر دیا گیا تھانہ کہ رقم کی ادائیگی کے حصے کے طور پردیا گیا تھا۔ جہاں تک فریق اول کے مدعا علیہان کا تعلق تھا، یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بغیر

اطلاع کے قیمتی خریدار تھے۔ ان نتائج کے پیش نظر ماتحت جج نے مخصوص کارکردگی کے مدعی کے دعوے کو مسترد کر دیا لیکن فریق ثانی مدعا علیہان نے تسلیم کیا کہ انہوں نے مدعی کی طرف سے 30,000 روپے کی رقم ایڈوانس لی تھی' مدعی کو اس رقم کے عوض ان مدعا علیہان کے خلاف 6% سالانہ کے حساب سے رقم مقدمہ کی تاریخ سے احساس تک وصولی کا حکم دیا گیا۔

اس فیصلے کے خلاف، مدعی نے پٹنہ ہائی کورٹ میں اپیل کی، اور فریق ثانی کے مدعا علیہان نے بھی ان کے خلاف منظور شدہ رقم کے حکمنامے کی صداقت کو چیلنج کرتے ہوئے کراس اعتراضات دائر کیے۔ پٹنہ ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے اس اپیل کی سماعت کی جس نے 29 اگست 1947 کے اپنے فیصلے کے ذریعے مدعی کی اپیل کو خارج کر دیا اور فریق ثانی کے مدعا علیہان کی طرف سے ترجیحی اعتراضات کی اجازت دی۔ فاضل ججوں نے ٹرائل کورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ مقدمے میں شامل شواہد سے فریقین کے درمیان طے شدہ معاہدہ کا کوئی مقدمہ قائم نہیں ہوا اور مدعی کے مکان پر قبضے کی حقیقت کو ایک فعل نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایسے کسی بھی معاہدے کی جزوی کارکردگی۔ ہائی کورٹ نے ٹرائل جج کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ 30,000 روپے کی رقم مدعی کی طرف سے فریق ثانی کے مدعا علیہان کو بطور قرض ایڈوانس دی گی تھی، حالانکہ اس پر سود کی ادائیگی کے حوالے سے شواہد زیادہ واضح نہیں تھے، اور یہ کہ فریق اول کے مدعا علیہ بغیر اطلاع کے قیمت کے خریدار تھے۔ ہائی کورٹ نے مزید کہا کہ اگر کوئی معاہدہ تھا تو بھی اس کی شرائط مبہم اور غیر معینہ تھیں اور چونکہ ایک دکاندار نابالغ تھا، اس معاملے میں ٹھیکے کی مخصوص کارکردگی کے لحاظ سے ایکویٹی میں کوئی ریلیف نہیں دیا جانا چاہیے۔ نابالغ کے مفاد کو کافی حد تک متاثر کرے گا۔ ہائی کورٹ کی رائے میں فریق ثانی مدعا علیہان کے خلاف دیے گئے منی ڈیکری کی قانون میں ضمانت نہیں دی گئی کیونکہ مدعی کی طرف سے مدعی میں قرض کا کوئی کیس نہیں بنایا گیا اور اس بنیاد پر کسی ریلیف کا دعوئ نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ مکمل طور پر خارج کر دیا گیا اور ٹرائل کورٹ کی طرف سے مدعی کے حق میں رقم کی وصولی کا حکم نامہ ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اس فیصلے کے خلاف مدعی اس عدالت میں اپیل پر آیا ہے۔ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل نے ہمارے سامنے یہ استدلال کیا کہ جن نتائج پر ذیل کی عدالتوں نے مدعی کی کہانی کو مسترد کیا اور مخصوص کارکردگی کے دعوے کو مسترد کیا وہ حقائق کے مناسب نتائج نہیں ہیں جن کا اس کیس میں شامل شواہد سے جائز طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ متبادل میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ ہائی کورٹ نے رقم کے حکم نامے کو الگ کرنے میں غلطی کی تھی جو ٹرائل جج کے ذریعہ فریق ثانی کے مدعا علیہان کے خلاف دیا گیا تھا۔ ماہر وکیل کی طرف سے پیش کیا جانے والا پہلا تنازعہ ہمیں صاف طور پر غیر پائیدار معلوم ہوتا ہے۔ جب ذیل کی عدالتوں نے حقیقت کے خالص سوالات پر

ہم آہنگی کے نتائج پیش کیے ہیں، تو یہ عدالت عام طور پر ان نتائج میں مداخلت نہیں کرے گی اور تیسری بار شواہد کا جائزہ نہیں لے گی جب تک کہ کوئی غیر معمولی حالات اس معمول سے ہٹنے کا جواز پیش نہ کریں۔ موقف بلاشبہ مختلف ہو سکتا ہے اگر استنباط تسلیم شدہ اور ثابت شدہ حقائق سے قانون میں سے ایک ہو یا جہاں کسی اصول یا طریقہ کار کی خلاف ورزی سے حقائق کی کھوج مادی طور پر متاثر ہو۔ اس عدالت کی طرف سے اپنایا جانے والا عمل ایسا ہی ہے جس پر ہمیشہ عدالتی کمیٹی نے عمل کیا ہے۔ بیبھابتی بمقابلہ رامندر نارائن (1) میں لارڈ تھینکرٹن کے الفاظ کا حوالہ دینا "یہ کسی بھی طرح سے لوہے کی مشق نہیں ہے"؛ ایسے غیر معمولی نوعیت کے واقعات پیش آسکتے ہیں جو ہمیں حقائق کے ہم آہنگ نتائج میں مداخلت کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ انصاف کے اسقاط حمل سے گریز کریں۔ تاہم ہمارے سامنے کیس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے اور اس میں حقیقت کا خالص سوال شامل ہے۔ اس معاہدے کے ثبوت میں تحریری طور پر کوئی دستاویز نہیں ہے جس پر مدعی کا مقدمہ مبنی ہے اور فیصلہ بنیادی طور پر اس کی تعریف پر منحصر ہے۔ زبانی ثبوت جو فریقین کی طرف سے شامل کیے گئے ہیں۔ ٹرائل جج، جن کے سامنے گواہ تھے، ان کی ساکھ کو تولنے اور جانچنے کے لیے بہترین شخص تھے اور وہ جس نتیجے پر پہنچے، ہائی کورٹ نے ان کی مکمل تصدیق کی ہے۔ اپیل پر۔ ان حالات میں، ہمیں ان حقائق سے آگے جانے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی جو کہ ذیل کی دونوں عدالتوں نے اپیل کنندہ کے خلاف پایا ہے۔

تاہم دوسرے نکتے کا تعلق ہے تو ہماری رائے ہے کہ ٹرائل کورٹ کا فیصلہ درست تھا اور ہائی کورٹ نے بلاشبہ ماتحت جج کے حکم نامے کے اس حصے کو تبدیل کرنے میں سخت اور تکنیکی نقطہ نظر اپنایا۔ یہ درست ہے کہ یہ مدعی کا مقدمہ نہیں بنتا تھا جیسا کہ مدعی نے بنایا ہے کہ 30,000 روپے کی رقم۔ مدعا علیہان فریق ثانی قرض کے ذریعے ایڈوانس دی گی تھی۔ لیکن یہ یقینی طور پر مدعی کے لیے کھلا تھا کہ وہ اس کے لیے ایک متبادل مقدمہ کرے اور رقم کے لیے حکم نامے کے متبادل میں دعا کرے، خواہ فروخت کے معاہدے کے تحت رقم ادا کیے جانے کا الزام ثبوت سے ثابت نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی درخواست دوسری درخواست سے مطابقت نہیں رکھتی۔ مدعی متبادل طور پر مختلف حقوق پر بھروسہ کر سکتا ہے اور سول پروسیجر کوڈ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو کسی فریق کو دو یا دو سے زیادہ متضاد الزامات لگانے اور متبادل میں اس کے تحت ریلیف کا دعوی کرنے سے روک سکے۔ تاہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مدعی میں اس طرح کا کوئی متبادل مقدمہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت کو اس بنیاد پر ریلیف دینے کا اختیار ہے؟ بلاشبہ قاعدہ یہ ہے کہ عدالت ایسے کیس میں مدعی کو ریلیف نہیں دے سکتی جس کی استدعا میں کوئی بنیاد نہ ہو اور جس پر دوسرے فریق کو بلایا نہ گیا ہو یا ملاقات کا موقع نہ ہو۔ لیکن جب

متبادل مقدمہ، جسے مدعی بنا سکتا تھا، مدعا علیہ نے نہ صرف اپنے تحریری بیان میں تسلیم کیا تھا بلکہ اس دعوے کے جواب کے طور پر واضح طور پر پیش کیا گیا تھا جو مدعی نے دعوئ میں کیا تھا، تو اس میں کچھ بھی غلط نہیں ہوگا۔ مدعی مقدمہ پر ایک حکم نامہ جو مدعا علیہ خود کرتا ہے۔ مدعا علیہ کی اپنی درخواست پر مبنی مدعی کے مطالبے کو مؤخر الذکر کی طرف سے حیرانی سے نہیں دیکھا جا سکتا اور جب مدعا علیہ کی طرف سے اپنی درخواست میں واضح طور پر ان کا اعتراف کیا گیا ہو تو ان حقائق پر ثبوت شامل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں، جب مدعا علیہ کے ساتھ کوئی ناانصافی ممکن نہیں ہو سکتی، تو مدعی کو الگ مقدمے میں لے جانا مناسب نہیں ہو گا۔اس اصول کی مثال کے طور پر، بابو راجہ موہن منوچا بمقابلہ بابو منظور (1) میں عدالتی کمیٹی کے اعلان کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ یہ اپیل مدعی اپیل کنندہ کے ذریعہ مارگیج سیکیورٹی کو نافذ کرنے کے لیے شروع کیے گئے مقدمے سے پیدا ہوئی ہے۔ مدعا علیہ کی استدعا تھی کہ رہن کالعدم ہے۔

یہ (1) 70 I.A. 1۔درخواست کو نچلی عدالتوں کے ساتھ ساتھ پرائیوی کونسل دونوں نے اثر انداز کیا تھا۔ لیکن پریوی کونسل نے کہا کہ ایسے حالات میں مدعی کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ لین دین کو مکمل طور پر مسترد کر دے اور انڈین کنٹریکٹ ایکٹ کے سیکشن 65 کے تحت اس سے باہر معاوضے کی صورت میں ریلیف کا دعوی کرے۔ اگرچہ مدعی میں اس طرح کا کوئی متبادل دعوئ نہیں کیا گیا تھا، لیکن پریوی کونسل نے اسے آگے بڑھانے کی اجازت دی اور اس بنیاد پر ایک حکم نامہ دیا کہ مدعا علیہ کو اس طرح کے دعوے سے بالکل بھی تعصب نہیں کیا جا سکتا اور اس معاملے کو الگ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ سوٹ واضح رہے کہ اپیل کنندہ کو اس ریلیف کی اجازت دی گئی حالانکہ مدعا علیہ کی غیر موجودگی میں اپیل کی سماعت یک طرفہ طور پر ہوئی تھی۔ فریق ثانی کے مدعا علیہان کی طرف سے پیش ہونے والے مسٹر ہریش چندر نے مدعی کے دعوے کے سلسلے میں رقم کے حکم نامے میں دلچسپی کا سوال اٹھایا۔ اس کا استدلال یہ ہے کہ مدعی اس وقت تک کوئی سود کا دعوی نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اس کے پاس مکان تھا اور وہ اس کے بعد بھی کوئی سود کا دعوی نہیں کرسکتا تھا، کیونکہ اس کے مؤکلوں نے 30000 روپے کا ٹینڈر12 جولائی 1943 کو رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے مدعی کو ہنڈی بھیج کر دیا تھا جسے مدعی نے قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔ بحث کا پہلا حصہ بلاشبہ صحیح ہے اور مدعی کی طرف سے اختلاف نہیں ہے۔ تاہم، ہمیں مسٹر ہریش چندر کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعہ کے دوسرے حصے کو قبول کرنے میں مشکل محسوس ہوتی ہے۔ اس ہنڈی کی وصولی کو مدعی کی طرف سے مدعی اور ثبوت دونوں میں مکمل طور پر انکار کیا گیا تھا اور یہ شبہ ہے کہ اگر کہانی سچی بھی تھی تو بھی یہ قانون میں ایک درست ٹینڈر بن سکتی ہے۔ مدعا علیہان نے بلاشبہ اس ساری رقم کا استعمال کیا اور ہماری رائے میں مدعی کچھ سود کا حقدار ہے۔ دونوں فریقین کی طرف سے پیش ہونے والے

ماہر وکیل نے اپنے دلائل کے اختتام پر دلچسپی کے اس سوال کا تعین ہم پر چھوڑ دیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم 30000 روپے کی رقم پر سود کی اجازت ستمبر 1943 کے آغاز سے 4% سالانہ کی شرح سے دیں تو یہ کافی مناسب ہوگا.

نتیجہ یہ ہے کہ ہم جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہیں۔ ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے حکمنامے کی توثیق کی جاتی ہے جہاں تک اس نے مخصوص کارکردگی کے دعوے کو مسترد کر دیا تھا- تاہم، مدعی، 30,000 روپے کی رقم کے لیے منی ڈیکری کا 1 ستمبر 1943 سے وصولی کی تاریخ تک 4% سالانہ کے حساب سے مدعا علیہ فریق ثانی کے خلاف حقدار ہوگا۔ اس اپیل میں شامل ہر فریق اپنے اخراجات خود برداشت کرے گے۔

اپیل کی جزوی طور پر اجازت دی جاتی ہے۔

اپیل کنندہ کے لیے ایجنٹ: R.C. پرساد۔

جواب دہندگان کے لیے ایجنٹ: تاراچند برج موہن لال۔